

کیا ہم قائد اعظم جیسی عظیم قیادت کے اہل ہیں؟

آج سے ٹھیک تین دن پہلے قائد کا یوم بیداری منایا گیا۔ اخبارات، جرائد، ٹی وی پر ان گنت پروگرام کیے گئے۔ مضامین لکھے گئے۔ بہت اچھا ہوا۔ بہت بڑھیا۔ سو شل میڈیا پرم از کم طالب علم نے ہزاروں پیغامات دیکھے جس میں اس عظیم شخص کی تصاویر اور فرائیں درج تھے۔ سارے پڑھے۔ مگر اس بار جناح صاحب کے متعلق ایک بھی سطر نہیں لکھ پایا۔ کوشش بھی نہیں کی۔ شاندول بھی نہیں مانا۔ کیوں، اسکا جواب تلاش کر رہا ہوں۔ ایسے لگتا ہے کہ قائد اعظم جیسا عظیم رہنما، اس مخدوم قوم کی سطح سے بہت اوپر کا آدمی تھا۔ دل میں آتا ہے کہ بر صغیر کے مسلمان اتنی اعلیٰ درجے کی قیادت کے اہل ہی نہیں تھے۔ علم ہے کہ بہت سے افراد کو ان جملوں سے اختلاف ہو گا۔ غور فرمائیے کہ ہم نے اس شخص کے ساتھ عملی طور پر کیا، کیا ہے۔ لفظی تقاریر کی بات نہیں کر رہا۔ ان سے تو لگتا ہے کہ باعثیں کروڑ لوگ، قائد اعظم کی ہر بات پر مُن و عن عمل کرتے ہیں۔ مگر صاحبانِ زیست، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ معاملات حدرجہ متضاد ہیں۔ عملی طور پر، دوبارہ لکھوڑا، عملی رویے میں لوگوں کی واضح اکثریت جناح صاحب کے فرائیں سے متضاد کام کرتی ہے۔ سیاسی میدان ہو، سماجی رویے ہوں، اقلیتی اور خواتین کے حقوق کی بات ہو، یا عسکری معاملات ہوں، کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں ہم لوگ انکی براہ راست مخالفت نہ کر رہے ہوں۔ مانے گا کوئی نہیں۔ مگر جو کیا جاتا ہے، وہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس امر کا، کہ ہمارے دماغ میں اصل ترتیب کیا ہے۔ جناب، بیانیہ، ہمارے عمل کی تصدیق نہیں کرتا۔ ہرگز نہیں کرتا۔

قائد کی تصویر سے شروع کیجئے۔ ہم اس پر بھی دو غلابیں ظاہر کرتے ہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو قرآنی ٹوپی اور شیر و انبی میں ملبوس انسان پیش کرتے ہیں۔ قومی سطح پر کوشش کی جاتی ہے کہ انہیں، ایک راخن العقیدہ، ہر وقت اللہ اللہ کرنے والے انسان کے طور پر دکھایا جائے۔ چنانچہ ہر جگہ مشرقی لباس میں ملبوس دکھایا جاتا ہے۔ ہاں، ایک کرم، یہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ قائد کے ہاتھ میں تشیع اور شانوں پر سعودی عرب سے درآمد کیا ہوا، ڈبیوں والا سرخ رومال نہیں ڈال سکتے۔ اسلیے نہیں کہ یہ طبقہ، ایسا کرنہیں سکتا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ انکے پاس اس طرح کی حرکت کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ قائد نے اپنی عوامی لاکنف میں بھی کسی جگہ بھی اپنی شکل و صورت کو مذہب یا مروجہ سماجی رویوں کے حساب سے ترتیب نہیں دیا۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ قائد کی زندگی میں اسلام کی اہمیت نہیں تھی۔ بالکل تھی۔ مگر اسکو انہوں نے ذاتی زندگی تک محدود رکھا۔ سیاسی زندگی میں بھی بھی اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے مذہبی انداز سے پیش نہیں کیا۔ اس معاملہ کی تصدیق آپ کسی بھی غیر متعصب تاریخ دان کی کتاب سے کر سکتے ہیں۔ دوبارہ عرض کروڑا کہ وہ پاکستان کو جدید اسلامی فلاجی ریاست دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر دین کو بھی بھی انہوں نے سیاسی مقاصد کیلئے استعمال نہیں کیا۔ اسی نکتہ کو آگے بڑھاتے ہوئے گزارش ہے کہ اس طبقہ کے بالکل الٹ ایک اور سماجی اور سیاسی رویہ بھی ہے۔ تھوڑا سا البرل حکمران اقتدار میں آتا ہے تو پھر جناح صاحب کی اس طرح کی تصاویر سامنے لائی جاتی ہیں جن میں وہ مغربی لباس میں ملبوس سگار پیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بلکہ کئی ایسی عمدہ تصاویر بھی شائع کی جاتی ہیں جن میں اپنے پاتوں جانوروں کے ساتھ کھلیل رہے ہیں۔ یعنی انہیں کمکل طور پر مغرب ذہہ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ

سیکولر رنگ انہیں انترک کے قریب لے جاتا ہے۔ یہ طبقہ خاص طور پر جناح صاحب کی زندگی کے وہ گوشے سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے جو انہیں مکمل طور پر مغرب ذدہ ظاہر کرتے ہیں۔ ابھی صرف تصاویر پر متفاہ فلکر کی بات کر رہا ہوں۔ دونوں فریق اپنے اپنے نکلیے نظر کو آخری فیصلہ گردانے تھے ہیں۔ دونوں روئے اپنی اپنی جگہ نجmed ہیں۔ مشرقی طرز پر قائد کو دکھانے والے اور مغربی کسوٹی پر قائد کو پر کھنے والے۔

ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں اپنی دانست میں درست ہوں۔ مگر یہ دونوں غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ اسلیے کہ مغربی طرز زندگی رکھنے والا شخص، راستِ العقیدہ مسلمان ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی بھی لباس کسی بھی شخص کے عقیدہ کے بارے میں حتیٰ ثبوت بن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ فکر اور لباس کا کافی حد تک آپس میں تعلق ہے۔ مگر ہزاروں نہیں، کروڑوں مسلمان مردا اور خواتین، مغربی لباس پہنتے ہیں۔ مگر ان پر اسلام کی محبت ہر طریقے سے غالب ہے۔ انکا حالیہ دیکھ کر اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ فکری طور پر مذہب سے کتنے وابسطہ ہیں۔ اسکے برعکس صرف وضاحت کیلئے عرض کرتا چلوں کہ کیا ہماری اسلامی مذہبی ریاستیں، یعنی سعودی عرب اور ایران میں حیلہ ظاہر کر سکتا ہے کہ انکے سماج میں کیا کیا قبائلیں پنپ رہی ہیں۔ صاحبان، قائد کے ساتھ بھی سفاک ظلم ہوا ہے۔ انکی تصاویر ہر حکمران اپنے ذاتی مقاصد کے تحت عام لوگوں کو دکھاتا ہے۔ کبھی انہیں مغربی فلسفہ کا علمبرادر بتایا جاتا ہے اور کبھی انہیں مشرقی اقدار کا مالک۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ قائد نے مغربی اور مشرقی تہذیب اور فلکر کو جدید طریقے سے اپنے اندر سمیا تھا۔ وہ ایک محیر العقول حد تک عظیم آدمی تھے جو جدید ترین خیالات کے مالک تھے۔ متوازن تھے۔ انکا خمیر بھر پور طریقے سے مذہب میں گھندا ہوا تھا۔ عجیب شخص تھا۔ دوستوں ہم نے ہر طرح سے انکی ناقدری کی۔

آگے بڑھتے ہوئے، قائد کے افکار اور سیاسی سفر کی طرف نظر ڈالیے۔ 1857 سے لیکر کافی عرصے تک، ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف شدید عمل پایا جاتا تھا۔ انگریزی زبان، مغربی تعلیم اور سرکاری نوکری سے مسلمانوں کی اکثریت کو حد درجہ چڑھتی۔ جناح وہ پہلے رہنماء تھے جنہوں نے مسلمانوں کو ایک سیاسی جدوجہد سے آشنا کیا۔ یہ جدوجہد مغربی جمہوری اصولوں کے تقاضوں سے مزین تھی۔ اسی سے اندازہ لگائیجئے کہ 1919 سے 1924 تک چلنے والی خلافت تحریک کے ہراول دستے میں کبھی بھی شامل نہیں رہے۔ دورس نگاہیں دیکھ رہی تھی کہ بر صیر کے مسلمانوں کو ایک مشکل میں جھونکا جا رہا ہے۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جمہوریت کے رنگ میں بر صیر کے مسلمانوں کو رنگنے والا شخص صرف اور صرف یہی عظیم شخص تھا۔ سوچیے، انکے مدد مقابل کوں تھا۔ ہندو یا سکھ رہنماؤں کی بات نہیں کر رہا۔ مسلمان رہنماؤں کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ نام نہیں لکھنا چاہتا۔ کیونکہ دل آزاری مقصود نہیں ہے۔ مگر مذہبی جماعتوں اور مسلمان دانشوروں کی اکثریت نے قائد عظم اور انکی سیاسی جماعت کو ہمیشہ آڑے ہاتھوں لیا۔ ان پر شخصی تہمتیں لگائیں گئیں۔ انکے عقیدے کو بے تو قیر کرنے کی کوشش کی گئی۔ انکو حد درجہ مخاہصت سے گزرنالا۔ یعنی جناح صاحب، صرف انگریزوں اور ہندوؤں سے نہیں لٹڑ رہے تھے۔ بلکہ انکے مدد مقابل مسلمان جید رہنا بھی تھے۔ اگر یقین نہ آئے تو خود تحقیق کر کے دیکھ بجئے۔ جو لوگ پاکستان کے شدید مخالف تھے۔ ملک بنتے ہی یہاں منتقل ہو گئے اور آزادی سے خوب فوائد حاصل کیے۔ مگر وہ آج تک فلکری طور پر قائد کی شخصیت اور انکی سیاسی جدوجہد کو بے قدر کرتے ہیں۔ خاص طور پر بر صیر کی مذہبی سیاسی جماعتوں۔ انکے ذہن سے آج تک جناح صاحب

کے متعلق بعض باطن ختم نہیں ہوا۔ آپ انکی بیشتر تعلیمی درسگاہوں، مدارس، کالجوں میں قائد اعظم کی کوئی تصویر نہیں دیکھیں گے۔ انکی تعلیمات میں اس عظیم آدمی کا ذکر تک نہیں ہوگا۔ وہ تو اس شخص کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے۔ یہ لوگ ہمارے معاشرے کو آج بھی ہر لحاظ سے منتشر کر رہے ہیں اتنا ہی جتنا ایک صدی قبل کر رہے تھے۔ آج بھی وہ فکری طور پر مذہب کا سہارا لیکر قائد اعظم کے عملی خیالات کی بھر پورنگی کرتے ہیں اور اس پر کوئی شرمندگی کا عنصر بھی نہیں ہے۔ ظاہر ہی نہیں کرتے کہ وہ اس عظیم رہنمائی فکر کو عملی طور پر قبول نہیں کرتے۔ شاہزادہ سماجی دباؤ کی وجہ سے اپنے خیالات کا برس رعام پر چار کرنے کی ہمت نہیں۔ قائد کو اپنی جدوجہد میں متعدد طرح کی رکاوٹیں آئیں۔ اس میں مسلمانوں کا حصہ قدرے زیادہ ہے۔ کئی ایسے تکلیف دہ حقائق ہیں جن کا ذکر کرتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ جیسے قائد کو سیاسی طور پر پنجاب کی قیادت نے بھی صرف اور صرف جزوی طور پر قبول کیا۔ 1946 سے پہلے تو انہیں یونیسٹ پارٹی کی طرف سے بہت زیاد مزاحمت ملی۔

باقی تمام باتوں کو چھوڑ دیجئے۔ 1947 سے بعد پاکستان کے حکمران کس حد تک قائد کی سوچ پر عمل کرتے رہے۔ یہ بھی سب کے سامنے ہے۔ لفظی طور پر انکی تعریف ہوتی رہی اور آج بھی ہو رہی ہے۔ مگر ملک کو چلانے کیلئے انکی فکر کو مور بالکل نہیں بنایا گیا۔ قائد نے مسلمانوں میں مذہبی منافرت کی ہر جگہ مخالفت کی تھی۔ مگر اب تو فرقہ پرستی کا دور دورہ ہے۔ قائد، ہمیشہ جمہوری اقدار کی بات کرتے رہے۔ مگر آج کسی بھی ادارے، سیاسی رہنماء اور سیاسی جماعت میں جمہوری اقدار نہیں ہے۔ انکے مرتب شدہ معاشرے میں بھی نہیں ہے۔ کرپشن کے متعلق قائد کے فرائیں ہر جگہ موجود ہیں۔ مگر یہ سماج تو عملی طور پر کھڑا ہی غیر قانونی لین دین کے اصول پر ہے۔ تقلیتوں کے حقوق پر قائد کی سوچ کیا تھی اور ہم حکومتی اور معاشرتی سطح پر کیا کرتے ہیں۔ یہ تضاد آج بھی سب کے سامنے ہے۔ کیا ذکر کروں اور کیا رہنے دوں۔ سمجھ نہیں آتا۔ مگر ایک بات تو ثابت ہے کہ قائد جیسا بڑا آدمی ہمارے منافقانہ طرزِ عمل کی بدولت صرف اور صرف تقاریر اور پروپیگنڈے کی بھینٹ چڑھ گیا۔ گمان ہوتا ہے کہ ہم قومی طور پر جناح صاحب جیسے قد آور آدمی کے اہل ہی نہیں تھے! دو غلے معاشرے کبھی بھی سچ آدمی کی قدر نہیں کرتے۔ کبھی بھی نہیں!

راو منظر حیات